کن کن معنوں میں مستعمل ہوتا ہے؟

۲- مولانا ابوالکلام آزاد نے ولقد خلقنا الانسان من سللۃ من طین ہ ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ہ ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاماً فکسونا العظام لحما ثم انشأناہ خلقاً اٰخر فتبارک اللہ احسن الخالقین (المومنون ۱۲ تا ۱۴) کی تشریح کرتے ہوئے علم الجنین کے جن مدارج ستہ کو قرآنی الفاظ کے ساتھ چسپاں کیا ہے اُس نے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے مولانا کے علم و فضل کی عظمت کے اعتراف کے باوجود مجھے اس بات کے اظہار کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ صحابہ کرام و سلف صالحین میں سے کسی نے بھی ان مدارج ستہ کو بیان نہیں کیا ہے ممکن ہے میں غلط فہمی کی بنا پر کہہ رہا ہوں آپ اس مقام کا بغور مطالعہ کر کے اس "تحقیق جدید" کے بارہ میں اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔ نیز اگر آپ کو مولانا کی اس تشریح سے اختلاف ہو تو پھر فرمائیے کہ آپ کے نزدیک اس آیت کا مطلب کیا ہے اور قدیم تفسیر پر مولانا نے جو اعتراضات کئے ہیں آپ کے پاس ان کا کیا جواب ہے

(ملاحظہ ہو ترجمان القرآن ج ۲ ص ۵۴۰، ۵۴۴)

۳- مفردات القرآن (امام راغب) اور اساس البلاغۃ (زمخشری) کے بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟ قرآن سمجھنے کے لئے اگر کوئی لغت کی مفید و مستند کتاب معلوم ہو تو مطلع فرمائیے۔

۴- اسلامی شریعت میں مردوں کے لئے سونے چاندی کا استعمال ممنوع ہے کیا سونے یا چاندی کا پاندان اس ممانعت کی زد میں آسکتا ہے؟ اور گھڑی کے بعض حصوں میں سونے کے استعمال کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے؟

۵- امریکن سوپ فیکٹری رحیم یار خاں کے انگریز منیجر نے صابون کے اجزائے ترکیبی پر بحث کرتے ہوئے اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ یورپ سے آنے والے خوشبودار سوپ میں

چربی کا استعمال ناگزیر ہوتا ہے ہر قسم کے جانور کی چربی کو استعمال کیا جاتا ہے خواہ وہ خنزیر ہو یا گائے۔ اس انکشاف جدید کے بعد میں نے لکس، حمام وغیرہ کا استعمال ترک کر دیا ہے۔ اس مسئلہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟ کیا آپ انگریزی خوشبودار سوپ استعمال کرتے ہیں؟

جواب:۔

(۱) آیت یدبر الامر من السماء الی الارض متشابہات کے قبیل سے ہے۔ اس کا مجمل مفہوم تو سمجھ میں آسکتا ہے، مگر تفصیلی مفہوم متعین کرنا مشکل ہے، کیونکہ ہمارے پاس اس کے لئے کوئی ذریعہ علم نہیں ہے۔ مجملاً جو کچھ سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ زمین کی تدبیر صرف زمین ہی پر نہیں ہو رہی ہے بلکہ وہ ہستی اس انتظام کو چلا رہی ہے جو سارے جہانِ وجود کی ناظم و مدبر ہے۔ اس تدبیر کا سررشتہ عالم بالا میں ہے جہاں زمین اور اس کے مختلف النوع معاملات سے متعلق ایک منصوبہ تیار ہوتا ہے، کارکنان قضاو قدر اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے پر مامور ہوتے ہیں، اور پھر وقتاً فوقتاً اس کے ہر مرحلے کی تکمیل پر اپنی رپورٹ اوپر بھیجتے یا پیش کرتے ہیں۔ اس منصوبے میں ایک ایک مرحلے کی اسکیم بسا اوقات ایک ایک ہزار سال اور پچاس پچاس ہزار سال کی ہوتی ہے۔ ہمارے لئے وہ ایک مدت دراز ہے، مگر مدبرِ کائنات کے ہاں وہ گویا ایک دن کا کام ہے۔

یعرج الیہ کے لغوی مدلول کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کا مطلب میری سمجھ میں یہی آتا ہے کہ اس سے مراد کارکنانِ قضاو قدر کا اپنے کام کی رپورٹ لے کر پیشی خداوندی میں جانا ہے۔ بالفاظ دیگر وہ کام جو پہلے اسکیم کی حیثیت سے ان کے سپرد کیا گیا تھا پایۂ تکمیل کو پہنچنے پر روداد کی شکل میں اوپر (Fovwarb) کیا جاتا ہے۔

الامر سے مراد ایسے مواقع پر "کائنات کا انتظام" ہوا کرتا ہے۔

(۲) آیت لقد خلقنا الانسان من سللۃ من طین کی جو تشریح مولانا ابوالکلام نے کی ہے اس کا بیشتر حصہ صحیح ہے۔ ایسے معاملات میں قدیم مفسرین سے اختلاف کرنا قابلِ اعتراض نہیں ہے۔ ظاہر